حرف وسخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

فہم قرآن اور اسکا تصوراتی اسلوب (منظر کشی) مدنی سورتیں، ایک جائزہ

Understanding of the Holy Quran & its Visualization Style in Medianin Chapters; A Review

☆ڈاکٹر اسماء عزیز: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جی سی ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

☆☆اقرء اسلم: شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جی سی ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

☆☆☆خدیجہ شوکت: شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جی سی ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

Abstract

The Quran is the Muslim Scripture, that is to say the scripture of the followers of Islam. It is unique manuscript in all world literatures. This is wisdom of the Quran that no one manuscript meets its challange. It has many styles of dialoauge, storytelling, interrogation, thinking and visulaization etc. These styles help its reader to understand its text and context and specially for Muslim to follow and act upon its teachings and guidance. The visualization style of the Holy Quran is used where the topic of Paradise, Hell, the Day of Jadgement, stories of the Prophets, social events of Hazrat Muhammad (SAW) and some natural phenomenas are discussed.This infographics style are educational and learning graphics that display complex information in an informative and entertrining way. This article delves into the essence of Quranic visulaization, emphasizing the significance of understanding Medinain chapters in the broader context of Islamic teachings.

Key words: Holy Quran , Medinain Chapters, Visualization Style, Understanding, Comprehension, Learning

تعارف

قران مجید اللہ تعالی کی بھیجی ہوئی مقدس کتاب ہے۔ یہ بنی نوح انسان کے لیے رشد وہدایت کا ذریعہ ہے جس کی نظیر نہیں ملتی جس کا موضوع انسان ہے انسان اللہ کی بنائی ہوئی بہترین مخلوق ہے جہاں اللہ پاک نے انسانیت کی بھلائی کے لیے عقائد اسلام اور ارکان اسلام کو واضح کیا ہے وہیں انسانی طرز عمل کو ملحوظِ رکھتے ہوئے انبیاء اور اقوام کے قصے بھی بیان کر دیے۔ قران مجید کے کل 114 سورتیں ہیں جن میں سے 86 مکی ہیں اور 28 مدنی ہیں۔ مکی اور مدنی دونوں سورتوں میں مختلف اندازِ گفتگو کو اختیار کیا گیا ہے۔ مکی سورتوں میں عقائد اور جنت جہنم کا ذکر ہے جبکہ مدنی سورتوں میں انسان کی معاشی، معاشرتی اور سماجی زندگی کے حوالے سے مختلف انداز میں انسان کی رہنمائی کی گئی ہے۔ مدنی سورتوں میں مختلف انداز میں انبیاء کرام اور صحابیات اور قیامت اور جنت کی منظر کشی بھی کی گئی ہے۔ کسی بھی جگہ، چیز یا واقعہ کا ایسا نقشہ کھینچنا گویا پڑھنے والا یہ سمجھے کہ پورا منظر ہو بہو میری آنکھوں کے سامنے ہے، اور وہ اس کو دیکھ رہا ہے اسے منظر کشی کہتے ہیں۔ تصوراتی منظر کشی قرآن مجید کے اسلوب کی ایک نمایاں خصوصیت ہے اور قرآنی مطالب کے فہم اور ذہین نشین کرانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

مدنی سورتوں میں منظر کشی کے اسلوب

قرآن کی مدنی سورتوں کی کل تعداد 28 ہے جن میں سورۃ البقرہ، سورۃ ال عمران، سورۃ النساء، سورۃ المائدہ، سورۃ الانفال، سورۃ توبہ، سورۃ رعد، سورۃ حج، سورۃ نور، سورۃ احزاب، سورۃ محمد، سورۃ فتح، سورۃ حجرات، سورۃ رحمن، سورۃ حدید، سورۃ مجادلہ، سورۃ حشر، سورۃ ممتحنہ، سورۃ جمعہ، سورۃ منافقون، سورۃ تغابن، سورۃ طلاق، سورۃ تحریم، سورۃ الدھر، سورۃ البینہ، سورۃ الزلزال سورۃ النصر شامل ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پرندوں کے واقعہ کی منظر کشی

ارشاد ربانی ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (3)[1]

اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے کی منظر کشی کی گئی ہے جب انہوں نے اللہ تعالی سے سوال کیا کہ اے اللہ مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا اس پر اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا ابراہیم تجھے میرے اوپر یقین نہیں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا نہیں مجھے آپ پر پورا یقین ہے مگر میں اپنے دل کی تسلی چاہتا ہوں اس پر اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ تم چار پرندوں (مرغ, کبوتر، گدھ اور مور) کو لو اور ان کو ذبح کرو اور ان کا گوشت اکٹھا کر کے بعد میں الگ الگ پہاڑ پر رکھ دو اور پھر انہیں اپنی طرف بلاؤ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا یعنی پرندوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت کو اکٹھا کیا اور پھر انہیں الگ الگ پہاڑ پر رکھ دیا اور بعد میں انہیں پکارا اور پرندے دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آگئے اور جڑ گئے یعنی صحیح سلامت ہو گئے اور آکر اپنا دانہ چگنے لگے اور اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس منظر کو یعنی مردوں کو زندہ ہونے کا منظر اپنی انکھوں سے دیکھ لیا اور ان کے دل کو اطمینان و قرار مل گیا۔ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے مردوں کو زندہ کرنے کا منظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھلا دیا۔

بنی اسرائیل اور گائے کے قصہ کی منظر نگاری

ارشاد ربانی ہے:

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةًؕ-قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًاؕ-قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ(67)قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَؕ-قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌؕ-عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَؕ-فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ(68)قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَاؕ-قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُۙ-فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ(69)قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَۙ-اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَاؕ-وَ اِنَّاۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ(4)[2]

ترجمہ: (اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا: بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو تو انہوں نے کہا کہ کیا آپ ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہیں؟ موسیٰ نے فرمایا، ’’میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتادے کہ وہ گائے کیسی ہے؟ فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ وہ ایک ایسی

---

[1] سورۃ البقرہ، آیت،۲۶۰، ترجمہ، امام احمد رضا خان بریلوی، کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان، ناشر مکتبہ المدینہ، ص،۹۱-۹۲

[2] سورۃ البقرہ، آیت،۶۷-۷۱، کنز الایمان، ص ۲۴-۲۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

گائے ہے جو نہ تو بوڑھی ہے اور نہ بالکل کم عمر بلکہ ان دونوں کے درمیان درمیان ہو۔ تو وہ کرو جس کا تمہیں حکم دیا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتادے، اس گائے کا رنگ کیا ہے؟ فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ وہ پیلے رنگ کی گائے ہے جس کا رنگ بہت گہرا ہے۔ وہ گائے دیکھنے والوں کو خوشی دیتی ہے۔ انہوں نے کہا: آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے واضح طور پر بیان کردے کہ وہ گائے کیسی ہے؟ کیونکہ بیشک گائے ہم پر مشتبہ ہوگئی ہے اور اگر اللہ چاہے گا تو یقیناً ہم راہ پالیں گے۔)

ان آیات میں یہودیوں کے ایک مالدار شخص کا ذکر ہے جس نے اپنے ایک رشتہ دار کا قتل کردیا تھا تاکہ مقتول کی میراث اور خون بہا لے سکے لوگوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ اپنے رب سے پوچھ کر ہمیں قاتل کا پتہ بتلا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے اس معاملے میں رہنمائی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک گائے کو ذبح کرنے کا حکم دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ بات اپنی قوم کا بتائی تو قوم کہنے لگی کہ اے موسیٰ تو ہمارے ساتھ مذاق کرتا ہے تو اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ چاہوں گا میں مذاق نہیں کررہا بلکہ میں تو اللہ کا پیغام تم تک پہنچا رہا ہوں اس پر ان لوگوں نے کہا اچھا اگر گائے ذبح کرنی ہے تو کس طرح کی ہوگی تو موسیٰ علیہ السلانے فرمایانے فرمایا کہ نہ تو بوڑھی ہو اور نہ ہی کم عمر اس کے جسم پر کوئی داغ نہ ہو یعنی وہ بے داغ ہو اور اس نے کبھی کھیتی باڑی نہ کی ہو اور نہ ہی کبھی کسی کھیتی کو پانی دیا ہو اور وہ ایک ہی رنگ کی گائے ہو آنکھوں کو بھانے والی خوشنما زرد رنگ کی چنانچہ ساری قوم نے کہا کہ ہم انشاء اللہ ایسی گائے ڈھونڈلیں گے اور گائے کو ڈھونڈنے کے لیے نکل پڑے۔ کہا جاتا ہے کہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک متقی شخص رہتا تھا۔ اس کا ایک بیٹا تھا اس کے پاس ایک گائے تھی اس نے وہ گائے جنگل میں چھوڑ دی اور گائے پر مہر لگادی اور اللہ سے کہا کہ اے اللہ میں اس سے تیری حفاظت میں دیتا ہوں کچھ عرصے بعد اس شخص کا انتقال ہوگیا بچہ اپنی والدہ کے پاس پرورش پاتا رہا یہاں تک کہ جوان ہوگیا ایک دن ماں نے کہا کہ فلاں جنگل میں تمہارے باپ نے ایک گائے تمہارے لیے چھوڑ رکھی ہے اور اسے گائے کی نشانیاں بتلادیں جب وہ نوجوان اس جنگل میں گیا تو اس نے وہ گائے دیکھی اور نشانیاں دیکھیں تو اسے گھر لے آیا۔

ماں نے گھر لانے پر کہا اسے بازار میں تین دینار میں فروخت کردو اس زمانے میں گائے کی قیمت تین دینار تھی جب وہ بچہ گائے کو فروخت کرنے گیا تو وہاں پہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں ایا اور اس نے اس کے چھ دینار قیمت لگائی پر بچے کی ماں نے کہا تھا کہ مجھ سے پوچھے بنا تم یہ گائے فروخت نہ کرنا چنانچہ بچہ گھر واپس آیا اور کہنے لگا کہ ایک گاہک ہے چھ دینار دے رہا ہے ماں نے کہا چلو ٹھیک ہے تم چھ دینار کی بیچ دو جب کہ دوسری طرف جب فرشتے نے دوبارہ بچے سے گائے کی قیمت پوچھی تو بچے نے چھ دینار لگادی تو فرشتے نے کہا کہ اب اس کی قیمت میں 12 دینار دوں گا لیکن تم اسے خرید لو لیکن اپنی ماں کو نہ بتانا پر بچے نے کہا نہیں میں اپنی ماں سے پوچھے بغیر یہ سودا نہیں کروں گا چنانچہ بچہ دوبارہ واپس گھر آیا اور ماں کو سارا معاملہ بتایا ماں نے جب یہ واقعہ سنا تو ماں سمجھ گئی کہ وہ انسانی شکل میں کوئی آدمی نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ چنانچہ ماں نے بچے سے کہا اب تم فرشتے سے پوچھو کہ کیا معاملہ ہے تو فرشتے نے بچے سے کہا کہ بنی اسرائیل میں کچھ لوگ اس گائے کو خریدنے آئیں گے تب تک اس گائے کو روکے رکھو اور ان لوگوں سے اس کی قیمت یہ مانگنا کہ اس کی کھال کو سونے سے بھر دیا جائے بچے نے ایسا ہی کیا یعنی گائے کو نہ بیچا کچھ عرصے بعد بنی اسرائیل کے لوگ آئے اور فرشتے کے کہے کے مطابق بچے نے ان سے یہی کہا کہ اس کی قیمت اس کی کھال میں سونا بھرنے کے برابر ہے لہذا ان لوگوں نے وہ قیمت ادا کی اور گائے کو خرید لیا اور اس سے ذبح کیا اور جیسے ہی گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر لگایا مقتول نے زندہ ہونے کے فوراً بعد قاتل کا نام بتلادیا۔

واقعہ افک کی منظر کشی

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْؕ-لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْؕ-بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْؕ-لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِۚ-وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ- لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًاۙ-وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ-لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَۚ-فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ-وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ- اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ﳓ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْم- وَلَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ﳓ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ- یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ-وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِؕ-وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ- اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۙ-فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِؕ-وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ-وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ-(5)[3]

ترجمہ: تو تمہارا پردہ کھول دیتا بے شک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں کی ایک جماعت ہے اسے اپنے لیے بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے ان میں ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور اُن میں وہ جس نے سب سے بڑا حصّہ لیا اس کے لیے بڑا عذاب ہے کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سُنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اُس پر تمہیں بڑا عذاب پہونچتا جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سُنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کے لیے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے۔

یہ آیات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں نازل ہوئی۔ جب پانچ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق پیش ایا۔ جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول نے حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان باندھا اور بہت سے مسلمانوں یعنی صحابہ کرام نے بھی اس کو سچ مان لیا تو اللہ تعالی نے قران پاک میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت میں یہ دس ایات نازل فرمائی ہوائیوں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر غزوہ میں کسی نہ کسی امہات المومنین میں سے ایک کو ساتھ لے جاتے ہیں اس بار حضرت عائشہ کے بارے میں غزوہ سے واپسی پر حضرت عائشہ رضی اللہ جہاں قافلہ نے پلاؤ ڈالا تھا وہاں قضائے حاجت کے لیے گئیں اور اپنا ہار وہیں بھول ائی جب واپس ائیں تو دیکھا کہ ہار پاس نہیں ہے لہذا ہار کو واپس لینے کے لیے دوبارہ اس جگہ گئی مگر اتنی دیر میں قافلہ اگے روانہ ہو گیا حضرت عائشہ جب واپس ائی تو دیکھا کہ کوئی نہ تھا وہ یہ سمجھیں کہ شاید تھوڑی دیر تک باقی لوگ اجائیں گے۔ اور

[3] سورۃ النور، آیت ۱۱-۲۰، کنزالایمان، ص ۶۵۰-۶۵۳

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

انہیں ساتھ لے جائیں گے چنانچہ اب وہیں ایک درخت کے نیچے لیٹ گئیں اور ان کی انکھ لگ گئی۔ اس وقت لوگوں میں ایک شخص ایسا ہوتا جو سب سے اخر میں اتا تاکہ اگر قافلے والوں کا کوئی سامان رہ جائے تو اسے اٹھالے۔ اس بار حضرت صفوان رضی اللہ عنہ تھے جو کہ سب سے اخر میں تھے جب انہونے دیکھا کہ کوئی سو رہا ہے تو پاس ائے انہوں نے دیکھا کہ یہ تو حضرت عائشہ ہیں انہوں نے کہا اناللہ وانا الیہ راجعون حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی انکھ کھل گئی اور انہیں قافلے کا حال بھی معلوم ہو گیا لہذا حضرت عائشہ صدیقہ کو حضرت سفون رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ پر بٹھایا اور مکہ کی جانب چل دیے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے حضرت عائشہ کو ان کے گھر پہنچا دیا لیکن عبداللہ بن ابی نے یہ مشہور کر دیا کہ نعوذ باللہ حضرت عائشہ اور صفوان کا کوئی ایسی معاملہ ہے اس بات پر بہت سے صحابہ جن میں حضرت مسطح بھی شامل تھے انہوں نے بھی اس بات پر یقین کر لیا حضرت عائشہ کو اس بات کی کوئی خبر نہ تھی ایک دن وہ قضائے حاجت کے لیے حضرت مسطح کی والدہ کے ساتھ گئیں تو راستے میں حضرت مسطح کی والدہ مسطح کو بدعائیں دینے لگی حضرت عائشہ نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا عائشہ تجھے نہیں پتہ کہ اس نے تیرے بارے میں کیا کیا کہا ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ نہیں مجھے کچھ بات کا علم نہیں چنانچہ حضرت مسطح کی والدہ نے حضرت عائشہ کو تمام واقعہ بتا دیا حضرت عائشہ جب واپس آئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا لیکن اپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر چلی گئی وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ام رومان جو کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی والدہ تھیں انہوں نے بھی حضرت عائشہ کو ہی برا بھلا کہا حضرت عائشہ صدیقہ نے جب یہ سارا معاملہ دیکھا تو کہا کہ میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتی ہوں وہی وہ سب جاننے والا اور بہترین جواب دینے والا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور یہ ایات نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فورا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ائے اور انہیں کہا کہ اے عائشہ اللہ نے تمہاری دعا کو سن لیا اور تمہاری برات میں یہ ایات نازل فرما دی ہیں اور جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا ان لوگوں کو بہتان لگانے کی سزا دی گئی اور یہ کہ دنیا میں بھی ان کے لیے ذلت ہے اور اخرت میں بھی ان کے لیے ذلت ہے۔

ہابیل اور قابیل کے قصہ کی منظر کشی

ارشاد ربانی ہے:

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ المتقن- لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِیَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ- اِنِّیْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ- فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ- فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ-(6)[4]

اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک نیاز (قربانی) پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے بے شک اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو مالک سارے جہان کا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں تیرے ہی پلہ پڑے تو تو دوزخی ہو جائے اور بے انصافوں کی

[4] سورۃ المائدہ، آیت، ۲۷-۳۱، کنزالایمان، ص۲۱۶-۲۱۷

یہی سزا ہے تو اس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل کا چاؤ دلایا (قتل پر ابھارا) تو اُسے قتل کر دیا تو رہ گیا نقصان میں تو اللہ نے ایک کوّا بھیجا زمین کرید تا کہ اسے دکھائے کیونکر (کس طرح) اپنے بھائی کی لاش چھپائے بولا ہائے خرابی میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا

یہ ایات ہابیل اور قابیل کے قصے کو ظاہر کرتی ہیں حضرت ادم علیہ السلام اور اماں حوا کی اولاد کی ترتیب اس طرح سے تھی ایک بیٹی اور ایک بیٹا صبح پیدا ہوتا اور ایک بیٹی اور ایک بیٹا شام کو پیدا ہوتا صبح والے جوڑے کا شام والے جوڑے کے ساتھ نکاح کر دیا جاتا ہے مگر ہابیل اور قابیل کی بار قابیل کو وہ لڑکی پسند اگئی جو اس کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور وہ خود اس سے شادی کرنا چاہتا تھا اس سلسلے میں اس نے ہابیل کو بھی کہا کہ وہ اس لڑکی سے شادی کرلے جو اس کے ساتھ پیدا ہوئی تھی مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ اللہ کے حکم کے خلاف ہے چنانچہ قابیل نے کہا کہ چلو نظر مانگ کے دیکھ لیتے ہیں اس دور میں یہ رواج تھا کہ صدقے کا گوشت ایک جگہ رکھ دیا جاتا اونچی جگہ کسی پہاڑ وغیرہ پر اور اسمانی بلائیں اگ کی صورت میں ا کر اس صدقے کو کھا لیتی اور وہ صدقہ قبول ہو جاتا اور جو بڑا رہ جاتا وہ اس کا قبول نہ ہوتا لہذا ہابیل کا صدقہ قبول ہو گیا اور کبیر کا صدقہ رہ گیا مگر قبیل اپنی بات پر ڈٹا رہا اور اس نے کہا کہ وہ ہابیل کو قتل کر دے گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ہابیل کو قتل کر دیا لیکن قتل کرنے کے بعد اس کو سمجھ نہیں ارہی تھی کہ اپنی بھائی کی لاش کو کیا کریں وہ لاش کو لے کر یہاں وہاں بھٹکتا پھر رہا تھا کی لاش کا کیا کریں اسی اثنا میں اللہ کی قدرت سے وہاں دو کوے ائے ان میں سے ایک کوا مرا ہوا تھا اور دوسرا کوا اپنی چونچ سے زمین کو کھود رہا تھا اور کھودنے کے بعد اس نے کوے کو اس کے اندر دبا دیا جب قابیل نے یہ دیکھا تو اس نے کہا ہائے ہلاکت ہے میرے لیے کہ میں اس کوے کی طرح بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو ہی دفنا دیتا قابیل وہ واحد انسان تھا جس نے دنیا میں سب سے پہلا قتل کیا اور قابیل کے قتل کی سزا یہ ہے کہ قیامت تک انے والے جتنے بھی دنیا میں قتل ہوں گے اس سب کی سزا قابیل کے ذمہ بھی ہو گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خانہ کعبہ کے افتتاح کے قصے کی منظر کشی

ارشاد ربانی ہے:

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (7)[5]

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب کعبہ کی تعمیر مکمل کر لی تو اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے ابراہیم اب تم منادی کروا دو حج کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے اللہ اس سلطان بھی ابان میں کون ائے گا اللہ تعالی نے کہہ دیا کہا کہ تم منادی کروا دو لوگوں کو اور یہاں پہ لے کے انا میرا کام روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حج کے لیے منادی کروائی تو وہ روحیں جو ابھی اس دنیا میں ائی ہی نہیں یعنی قیامت تک جن لوگوں نے پیدا ہونا ہے ہر کسی کو وہ منادی سنی گئی اور لوگوں نے کہا لبیک۔ دنیا میں اج جتنے بھی لوگ حج اور عمرے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں وہ اس کی لبیک کی بدولت ہے اور اللہ تعالی کا کہا فرمان پورا ہو گیا کہ لوگ اس گھر میں پیدل بھی ائیں گے دبلے پتلے اونٹوں پر بھی اور دور دراز کے علاقوں سے آئیں گے۔

---

[5] سورۃ الحج، آیت ۲۷، کنز الایمان، ص، ۶۲۳

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

واقعہ ظہار کی منظر کشی:

ارشاد ربانی ہے:

قَدۡ سَمِعَ اللّٰہُ قَوۡلَ الَّتِیۡ تُجَادِلُکَ فِیۡ زَوۡجِہَا وَ تَشۡتَکِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ٭ۖ وَ اللّٰہُ یَسۡمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ
﴿1﴾ اَلَّذِیۡنَ یُظٰہِرُوۡنَ مِنۡکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِہِمۡ مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمۡ ؕ اِنۡ اُمَّہٰتُہُمۡ اِلَّا الّٰٓیِٴۡ وَلَدۡنَہُمۡ ؕ وَ اِنَّہُمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ مُنۡکَرًا
مِّنَ الۡقَوۡلِ وَ زُوۡرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ﴿2﴾ وَ الَّذِیۡنَ یُظٰہِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِہِمۡ ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِیۡرُ
رَقَبَۃٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِکُمۡ تُوۡعَظُوۡنَ بِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿3﴾ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ شَہۡرَیۡنِ
مُتَتَابِعَیۡنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ فَاِطۡعَامُ سِتِّیۡنَ مِسۡکِیۡنًا ؕ ذٰلِکَ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ؕ وَ
تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (8)[6]

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انھیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے، اس کے ذریعہ تم نصیحت کیے جاتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمہ دو مہینوں کے لگاتار روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے۔ یہ اس لیے کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار ہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت میں واقعہ ظہار کی منظر کشی کی گئی ہے۔ حضرت اویس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ تو میری ماں کی پشت کے برابر ہے۔ یہ جملہ زمانہ جاہلیت میں طلاق کے معنوں میں لیا جاتا تھا۔ اسلیۓ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب ان کی بیوی ان پر حرام ہے۔ تو حضرت خولہ روتی ہوئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئں اور کہا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ اس دنیا میں نہیں اور مال بھی نہیں ہے ور بچے ابھی چھوٹے ہیں اور میرے شوہر نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے اس کا حل بتائیں۔ ان کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابھی اس معاملے کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر رونے لگیں اور اللہ سے مدد طلب کی اور روتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا۔ اس پر تھوڑی دیر بعد وحی نازل ہوئی جو یہ آیات تھیں۔ ان ایات میں کہا گیا ہے کہ ظہار سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ سے منع کیا گیا ہے اور ظہار کا کفارہ بتایا گیا ہے کہ ایک غلام کو ازاد کیا جائے۔ اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو 60 مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔

---

[6] سورۃ المجادلہ، آیت، ۱-۴، کنز الایمان، ص، ۱۰۰۱-۱۰۰۲

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

حضرت عیسی بن مریم کی نبوت اور انجیل کی منظر کشی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (9) [7]

اور ہم نے ان کے پیچھے انہیں کے قدموں پر مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا جو اپنے سے پہلی کتاب توارت کی تصدیق کرنے والا تھا، اور ہم نے اسے انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی تھی، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا اور وہ راہ بتانے والی تھی اور ڈرنے والوں کے لیے نصیحت تھی۔

یہ ایات حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور اپ پر کتاب نازل ہوئی جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام تو عیسائیوں نے اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں اللہ تعالی نے قران مجید میں عیسائیوں کے اس عقیدے کو غلط کہا اور یہ بتادیا کہ عیسی بھی اللہ کے رسول ہیں۔

عیسائی حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اس لیے تصور کرتے ہیں کیونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ دوسرا انہوں نے اپنی ماں کی پاک دامنی کی گواہی ماں کی گود میں ہی دے دی۔ اللہ تعالی نے ان کو مختلف معجزات سے بھی نوازا ہے جن میں مردوں کو زندہ کرنا کوڑیوں کو تندرست کرنا شامل ہیں۔

حضرت عیسی علیہ السلام، حضرت موسی کے بعد تشریف لے کر ائے اور انہوں نے اپنے سے پہلے کتاب تورات اس کی تصدیق کی ان کی تعلیمات بھی وہی تھیں جو کہ تورات کی تھی بلکہ انہوں نے اس دور کے عیسائیوں کو اس بات کی تبلیغ کی کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول ہیں اور عقیدہ تثلیث کی نفی کی۔ انہیں ایک خدا کی عبادت کیٹل کین کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کی تلقین کی۔

صلح حدیبیہ کی منظر کشی

ارشادِ ربانی ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا(10) [8]

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

حدیبیہ کے مقام پر جن صحابہ نے بیعت کی تمام صحابہ کو اللہ تعالی کی رضا کی بشارت دی گئی اس لیے اس بیت کو بیت رضوان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ذیقعدہ چھ ہجری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو لے کر مدینہ سے مکہ عمرہ کی غرض سے نکلے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپ رضی اللہ عنہ کفار کے سرداروں کے پاس جائیں اور ان سے اور انہیں اس چیز کا پیغام دیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کے نیت سے مکہ معظمہ تشریف لانا چاہتے ہیں ان کا مقصد صرف زیارت کرنا

---

[7] سورۃ المائدہ، آیت ۴۶، کنزالایمان، ص ۲۲۲-۲۲۳

[8] سورۃ الفتح، آیت ۱۸، کنزالایمان، ص ۹۴۳

ہے جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور انہیں یہ بھی کہا کہ اپ مکہ کے کمزور مسلمانوں کو اس چیز کی خوشخبری دے دیں کہ عنقریب مکہ فتح ہو گا اور دین حق غالب ہو گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب یہ پیغام لے کر سر دران مکہ کے پاس گئے تو انہوں نے وہی الفاظ دہرائی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپ سے کہے تھے سر دران مکہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بات سنی اور کہا کہ اپ اس وقت واپس چلے جائیں اپ چاہیں تو خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال ہی تشریف لے کر آئیں گے اس پر حضرت عثمان غنی نے کہا کہ نہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف نہیں کروں گا۔ دوسری جانب حدیبیہ کے مقام پر موجود مسلمانوں میں کسی نے یہ بات پھیلا دی کہ خدانخواستہ حضرت عثمان غنی کو قتل کر دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ ضرور لیں گے اور تمام صحابہ سے بیعت لینے کا کہا حدیبیہ کے مقام پر جس جگہ وہ بیعت لی گئی اس مقام کو **سمرا** کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ یہ ہاتھ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے اور دعا فرمائی اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہ تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں۔ اس وقت موجود تمام صحابہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت لی جبکہ دوسری جانب مشرکین مکہ کا اس بیت کی وجہ سے ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ خوفزدہ ہو گئے انہیں اس بات کا یقین ہو چلا کہ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان پر حملہ اور ہوں گے چنانچہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا۔ اسی موقع پر اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کی فتح کی خوشخبری سنائی کہ عنقریب مسلمانوں کے ہاتھوں خیبر فتح ہو گا۔

غزوہ بنو نضیر میں یہود و منافقین کی منظر کشی

ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِىٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۚمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا ۖوَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۖوَقَذَفَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِى الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِى الْاَبْصَارِ. وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا ۖوَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۖوَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (11)[9]

وہی ہے جس نے اہلِ کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلا لشکر جمع کرنے کے وقت نکال دیا، حالانکہ تمہیں ان کے نکلنے کا گمان بھی نہ تھا، اور وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے پھر اللہ کا عذاب ان پر وہاں سے آیا کہ جہاں کا ان کو گمان بھی نہ تھا، اور ان کے دلوں میں ہیبت ڈال دی، کہ اپنے گھروں کو خود اپنے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑنے لگے، پس اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔ اور اگر اللہ نے ان کے لیے دیس نکالا (جلاوطنی) نہ لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا ہی میں سزا دیتا، اور آخرت میں تو ان کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اور جو اللہ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

یہ یاد بنو نظیر کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ تشریف لے کر آئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اس چیز کا معاہدہ کیا کہ نہ تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی مل کر کسی جنگ کریں گے اور نہ ہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپس میں جنگ کریں گے جب مسلمانوں نے غزوہ بدر میں فتح حاصل کی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو وہی نبی ہے جس کا ذکر تورات میں ایا

[9] سورۃ الحشر، آیت ۲-۴، کنز الایمان، ص ۱۰۰۸

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ہے۔غزوہ بدر کی فتح کے بعد جب مسلمانوں نے غزوہ احد کو بھی فتح کر لیا تو اب انہوں نے زیر کے یہودیوں کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر دشمنی کی ایک رگ پھڑکی اور یہودیوں کے ایک سردار کعب بن اشرف نے 40 یہودی سرداروں کے ساتھ مل کر قریش کے سرداروں سے مل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معاہدہ کیا۔اس سے قبل بنو نظیر کے یہودیوں نے اپنے معاہدے کے خلاف ورزی اس صورت میں کی ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہاڑ کی چوتھی چوتھی سے پتھر برسائے مگر اپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محفوظ رہے۔اس بار اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس سے اگاہ کر دیا جو انہوں نے اپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کی تھی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کعب بن اشرف کا قتل کرتے ہیں چنانچہ ان صاحب ان صحابی نے ایسا ہی کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کو لے کر بنو نظیر کی طرف روانہ ہوئے اور پر اور ان کے پورے قبیلے کا محاصرہ کر لیا 21 روز تک یہ محاصرہ قائم رہا لیکن مسلمانوں نے ہار نامانی اور بالاخر انہیں فتح نصیب ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا یعنی انہیں شام ریجا اور خیبر کی طرف روانہ کر دیا۔دوسری بار جو جلاوطن کیا گیا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر سے شام کی طرف روانہ کر دیا دیگر تفاسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوسری بار کہ حشر روز قیامت کے دن جمع ہونا ہے یعنی تمام لوگوں کو سرزمین شام کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا اور وہیں پر حشر قائم کیا جائے گا۔

آیات استیذان کی منظر نگاری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتَ النَّبِىِّ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡذَنَ لَـكُمۡ اِلٰى طَعَامٍ غَيۡرَ نٰظِرِيۡنَ اِنٰٮهُ ۙ-وَلٰـكِنۡ اِذَا دُعِيۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانْتَشِرُوۡا وَ لَا مُسۡتَاۡنِسِيۡنَ لِحَدِيۡثٍ ؕ-اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ يُؤۡذِى النَّبِىَّ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ ۖ-وَاللّٰهُ لَا يَسۡتَحۡىٖ مِنَ الۡحَـقِّ ؕ- وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ-ذٰ لِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ ؕ-وَمَا كَانَ لَـكُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنۡ تَـنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ؕ-اِنَّ ذٰ لِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا(53)اِنۡ تُبۡدُوۡا شَيۡـــًٔا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا(12)[10]

اے ایمان والو!نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ ہو جیسے کھانے کیلئے بلایا جائے۔یوں نہیں کہ خود ہی اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو۔ہاں جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ پھر جب کھانا کھالو تو چلے جاؤ اور یہ نہ ہو کہ باتوں سے دل بہلاتے ہوئے بیٹھے رہو۔بیشک یہ بات نبی کو ایذا دیتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں شرماتا نہیں اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کیلئے یہ زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے لئے ہر گز جائز نہیں کہ رسولُ اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

ان ایات میں اس واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح کیا اور ولیمے کے لیے صحابہ کو دعوت دی ان میں سے کچھ صحابہ کھانا پکنے سے پہلے ہی اگئے اور اکر باتوں میں مشغول ہو گئے جبکہ باقی صحابہ گروہوں کی صورت میں اتے کھانا کھاتے اور چلے گ ئے۔وہ صحابہ جو پہلے ائے تھے اور باتوں میں مشغول ہو گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا یہ انداز سخت ناگوار گزرا

---

[10] سورۃ الاحزاب، آیت، ۵۳-۵۴، کنزالایمان، ص، ۷۸۷-۷۸۸

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کیونکہ ان کے ایسا کرنے سے ازواج مطہرات کو بھی گھر کے کاموں میں مشکل پیش ارہی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران اٹھ کر دوسرے ازواج کے حجروں میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس ائے تب بھی وہ صاحب وہیں پر بیٹھے ہوئے تھے کافی دیر گزرنے کے بعد وہ صحابہ تشریف لے گئے تو اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ایات نازل فرمادیں۔ دوسرا یہ بھی کہ نبی کے گھر جانے کا طریقہ بھی بیان فرمادیا کہ جب تم نبی کے گھر تشریف لے کر جاؤ تو باہر سے ہی اواز لگاؤ اور پردے میں رہ کر بات کرو۔ عرب کے بدو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اتے اور باہر سے ہی یا محمد یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارتے اللہ تعالی نے ایسے پکارنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ سورۃ احزاب میں اجازت لینے کے طریقے بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اگر کسی کے گھر جاؤ تو تین بار دستک دو اور جواب نہ ملنے پر واپسی کی راہ اختیار کی جائے۔ اس کے علاوہ محرم رشتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور ایسے لوگ جن سے پردہ کرنا جائز نہیں ہے اور ایسی خواتین جو زیادہ بوڑھی ہیں ان کے بارے میں بھی پردے کے احکامات کو بیان کر دیا گیا ہے۔

فتح مکہ کی پیشن گوئی کی منظر کشی

ارشاد ربانی ہے:

اِ ذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡح.وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا. فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا.(13)[11]

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی۔ اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق درجوق داخل ہوتے دیکھ لیا۔ تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے معافی مانگیے، بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

ان ایات میں اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے فتح ہونے کی خوشخبری دی ہے۔ غزوہ فتح مکہ 20 رمضان اٹھ ہجری کو پیش ایا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عہد نامہ لکھا جس نے دونوں فریقوں کو مطمئن کیا گیا تو کوئی بھی فریق کسی دوسرے فریق کو نقصان نہیں پہنچائے گا جبکہ ایسا نہ ہو سکا اور قبیلہ بنو خضاب پر قبیلے بنو بکر نے راتورات حملہ کر دیا انہیں لگا تھا کہ اس واقعے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں ہو گا لیکن ایسا نہ ہو سکا جب صبح ہوئی تو وہ اپنے کیے پر پشیمان ہوئے مگر اب تیر کمان سے نکل چکا تھا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم 10 ہزار صحابہ کے لشکر کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابو سفیان کو جب اس معاملے کا علم ہوا تو اس نے اپنی بیٹی ام حبیبہ جو کہ فلاں قبول کر چکے تھے اس کے پاس گئے اور انہیں جنگ سے روکنے کا کہا لیکن انہوں نے اس چیز سے منع فرمادیا اور کہا کہ وہ نبی سے غداری نہیں کریں گی چنانچہ وہ ناکام واپس آیا۔ مشرکین مکہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت طاری ہو چکی تھی اور وہ اس قدر خوف زدہ تھے گویا انہیں اس چیز کا علم تھا کہ اب وہ ناکام ہو جائیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے 10 ہزار صحابہ کا لشکر لے کر مکہ میں داخل ہوئے۔ کفار اس روز پر امید تھے کہ انہیں سزا دی جائے گی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو معاف کر دیا اور کہا کہ ہر وہ شخص جو ابو سفیان کے گھر میں ہے وہ بھی محفوظ ہیں جو حرم میں ہے وہ بھی محفوظ ہے بہت سارے لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشفقانہ رویہ دیکھ کر اسلام قبول کر لیا اور ایک کثیر تعداد جو کہ مشرک تھی وہ ایمان لے ائی جن میں سر فہرست ابو سفیان تھے۔ یہ وقت تھا جس کا اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تھا کہ اپ اپنی انکھوں سے دیکھیں گے لوگوں کا جوک در جوک اسلام میں داخل ہونا اس موقع پر صحابہ کی زبانوں پر ایک ہی ایت جاری تھی **جاء الحق**

---

[11] سورۃ النصر، ص، ۱۱۲۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

وزھق الباطل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس ایت کی تلاوت فرماتے ہوئے کعبہ میں داخل ہوئے اور وہاں پر موجود تمام بتوں کو توڑ دیا اور دین حق کے نعرے لگوائے۔

قیامت اور جنت کی منظر کشی

ارشاد ربانی ہے:

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ۔ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ۔ بَصَرُونَہُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِى مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِنِ بِبَنِيهِ۔ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ۔ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُوِيهِ۔ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًاتُ يُنْجِيهِ۔ كَلَّا إِنَّهَا لظى۔ نَزَاعَةً لِلشَّوَى۔(14)[12]

ترجمہ: جس دن اسمان ایسے ہو گا جیسے گلی چاندی۔ اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے اون۔ اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا۔ ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے مجرم ارزو کرے گا کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں اپنے بیٹے دے دے۔ اور اپنی جورو اور اپنا بھائی۔ اور اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے۔ اور جتنے زمین میں ہے سب اور پھر یہ دینا اسے بچالے۔ ہر گز نہیں وہ تو بھڑ کتی ہوئی اگ ہے۔ کال اتار لینے والی بلا رہی ہے۔

ان ایات میں قیامت کی منظر کشی کی گئی ہے کہ جب قیامت برپا ہو گی تو اسمان تپتے ہوئے تانبے کی مانند ہو گا اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے ہلکی سیون اور کوئی دوست کسی بھی دوست کے کام نہیں ائے گا اور ہر وہ شخص یہ اس دن یہ ارزو کرے گا کہ کاش کچھ ایسا ہو کہ میں اج کے دن کی شر سے بچ سکوں۔ لوگ اپنی بیویوں کو اس دن کی سزا کے بدلے میں دینے کو تیار ہوں گے اور جو کچھ انہوں نے زمین میں کمایا وہ کہیں گے کہ سب لے لو لیکن اج کے دن کے عذاب سے اسے کسی طرح رہائی نصیب ہو ماں اپنے چھوٹے بچے کو پہچاننے سے انکار کر دے گی حاملہ اونٹنی اپنا حمل گرا دیں گی اور اس دن ایسی اگ تیار کی جائے گی جو کھالوں کو اتارنے والی ہو گی یعنی جھلسا دینے والی اگ ہو گی۔ ہر جانب نفسا نفسی کا عالم ہو گا۔ نیکاور بد اعمال کی جزاء وسزا ہو گی۔ اہل جنت خوشحال وشاداں ہوں گے اور اہل جہنم ذلت کی اتھاگہرائیوں میں ہوں گے۔

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًاؕ-وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ(23)وَ هُدُوْۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ-وَ هُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ(15)[13]

بیشک اللہ ایمان والوں کو اور نیک اعمال کرنے والوں کو ان باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ انہیں ان باغوں میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور جنتوں میں ان کا لباس ریشم ہو گا۔ اور انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت دی گئی اور انہیں تمام تعریفوں کے لائق (اللہ) کا راستہ دکھایا گیا۔

ان ایات میں اللہ تعالی نے ان لوگوں کے بارے میں ذکر کیا ہے جو جنت میں جائیں گے اور جنت کے احوال کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالی نے نیک اعمال کرنے والوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ لوگ جنت میں جائیں گے، نیک اعمال میں صرف نیک اعمال ہی نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اور

---

[12] سورۃ المعارج، آیت، ۷-۱۶، کنز الایمان، ص، ۱۰۵۳

[13] سورۃ الحج، آیت، ۲۴، ۲۳، کنز الایمان، ص، ۶۲۲

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے اخری نبی اور رسول ہیں۔اس کے علاوہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہے۔پھر اللہ تعالی نے جنت کا ذکر ہے کہ وہ خوبصورت باغ ہے جس کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔روز قیامت جنتیوں کو جنت میں موتی اور سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم کا ہو گا وہ ریشم دنیا کے ریشم جیسا نہیں ہو گا بلکہ اس سے کئی گنا خوبصورت ہو گا۔اس روز ایک انسان نے 70 لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور ہر لباس میں سے دوسرا لباس چھلکتا نظر ائے گا۔جنتی اس دن اپس میں اچھے انداز سے گفتگو کریں گے اور ان کی گفتگو درود وسلام ہو گی۔

نتائج وسفارشات

* قران مجید صرف کتاب رشد وہدایت ہی نہیں ہے بلکہ یہ مختلف علوم وفنون کا منبع ہے جس میں کئی علوم سمائے ہوئے ہیں ان میں ایک فن منظر کشی بھی ہے۔یہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ اپنی منظر کشی کے ذریعے لوگوں تک اپنا پیغام پہنچا دیا جائے قران مجید میں بھی مختلف واقعات بیان کر کے اللہ تبارک وتعالی نے ایسی منظر کشی کی ہے کہ واقعات وحقائق کو پڑھنے والا اس کو پڑھ کر سمجھتا ہے کہ گویا یہ قصہ اپنی انکھوں سے دیکھ رہا ہے۔قران مجید کے محاسن میں سے ایک حسن یہ بھی ہے کہ اس میں مختلف انبیاء کے واقعات کی اس طرح منظر کشی کی گئی ہے کہ گویا یہ صبح ہماری انکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔

* اللہ تعالی نے قران مجید میں احکام کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اس کو پڑھنے والا یعنی قاری انسان بالخصوص مسلمان خوش دلی کے ساتھ کسی حتمی خداوندی کا پورا کرنے کی طرف نکل پڑتا ہے۔

* اور اگر کوئی عبرت نہ کوئی واقعہ پیش کیا جائے تو اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے.

* یہ منظر کشی واقعہ افک،واقعہ ظہار،حضرت موسی علیہ السلام اور گائے کا قصہ،صلح حدیبیہ،استزان اور قیامت اور جنت کے کی گئی ہے۔

* دنیا کی کوئی بھی کتاب یا فلم کو دیکھیں اس میں منظر کشی کو خوبصورت بنانے کے لیے ثانوی چیزوں کا سہارا لیا جاتا ہے جیسے رومانویت،مزاح اور پسندیدہ غیر معیاری معاشرتی رویے۔جب تک کسی کتاب میں یا فلم میں کوئی رومانوی ٹچ نہ دیا جائے وہ کتاب یا فلم خوبصورت نہیں ہو گی جبکہ قران مجید واحد ایسی کتاب ہے جس میں بغیر کسی رومانوی داستان کے اس طرح نازل کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا بغیر بیزار ہوئے اس کو پڑھتا ہے اور بار بار پڑھتا ہے۔

* مختلف انبیاء کے قصے بیان کر کے ان کے احوال اور عام لوگوں کو ایک سبق مہیا کیا گیا ہے۔

* ایات برأت نازل کر کے امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی حرمت کو سب کے سامنے پیش کیا گیا۔

* ایسے واقعات جو اس دور میں جب قران نازل ہوا اس سے صدیوں قبل کے تھے ان کا علم دیا گیا اور قدرت الہیہ کا ایک پہلو دکھایا گیا ہے۔

* حضرت عیسی کی نبوت اور عقیدت تثلیث کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

* مختلف انبیاء کرام کے قصوں کو ڈراموں میں دکھایا جا چکا ہے۔جن کو دیکھ کر دیکھنے والا یوں محسوس کرتا ہے گویا وہ اس وقت وہاں موجود ہو۔

* جنت اور دوزخ میں جس طرح کے واقعات پیش کیے گئے ہیں درسی کتابوں میں یعنی نصاب میں تو شامل ہیں ہی بلکہ اس طرح کے ڈرامے،ٹیبلوز یا کارٹون بنائے جائیں تاکہ بچوں کو اس چیز کے بارے میں مزید بتایا جا سکے۔